❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (التوبہ:112)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (للہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچّے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دیدے۔

سامعین! میری تقریر کا عنوان ہے سیرت **"محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب"**

محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب 16 جون 1924ء کو قادیان میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت ہاجرہ بیگم صاحبہ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت ہاجرہ بیگم صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی نواسی تھیں۔ محترم ناصر سیال صاحب 4 سال کے تھے جب ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے 4 بھائی اور 7 بہنیں تھیں۔ آپ سب بہن بھائیوں سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد ایف سی کالج لاہور میں زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور سے آپ نے ایم ایس سی کیمسٹری کیا۔ مزید تعلیم کی غرض سے امریکہ تشریف لے گئے اور IOWA اسٹیٹ یونیورسٹی سے ایم ایس سی کیمیکل انجینئرنگ کی۔

سامعین! آپ نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی اس لئے امریکہ سے واپس تشریف لائے اور فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بطور ریسرچ انچارج خدمات کا آغاز کیا۔ جب تک یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم رہا آپ خدمات بجالاتے رہے۔ جب یہ انسٹیٹیوٹ ختم ہو گیا تو جماعت نے ان سے کہا کہ آپ اب اپنا کام کر لیں جو بھی آپ کرنا چاہیں۔ جب ضرورت ہوگی ہم آپ کو بلوا لیں گے۔ اس کے بعد آپ نے شوگر ملز کا کام کیا۔ اپنی فیلڈ میں وہ ماسٹر مائنڈ اور جینئیس تھے۔

شوگر ملز کے ٹیکنیکل امور سے آگاہی اور مزید تعلیم کے لئے آپ کینیا تشریف لے گئے۔ ٹریننگ مکمل کرنے بعد تجربہ کے حصول کے لئے کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد سے منسلک ہو گئے۔ بعد ازاں میر پور خاص شوگر ملز میں بطور چیف کیمسٹ باقاعدہ ملازمت کا آغاز کیا۔ جہاں آپ کا عرصہ قیام 1965ء تا 1970ء ہے۔

آپ کی اپنے کام میں مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک پوری فیکٹری آپ کی نگرانی میں تیار ہوئی۔

آپ کی بیٹی صوفیہ احمد صاحبہ بتاتی ہیں کہ

"میرا خیال ہے کہ چوہدری نبی احمد صاحب کی یا فوجی فاؤنڈیشن کی فیکٹری تھی سانگلہ ہل میں۔ اب وہ فیکٹری فوجی فاؤنڈیشن کے نام سے مشہور ہے۔ ابا نے وہ ساری فیکٹری اپنی نگرانی میں بنوائی تھی۔ شاہ تاج شوگر ملز میں آنے سے پہلے کی بات ہے۔"

1971ء تا 1978ء شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین میں کام کرتے رہے۔ 1978ء میں سوڈان تشریف لے گئے جہاں دنیا کی سب سے بڑی شوگر ملز "کنانہ" میں 1985ء تک بطور پروڈکشن مینیجر کام کیا۔

سامعین! 1985ء میں آپ نے ریسرچ کے کام میں آپ نے ایک فیول یعنی ایندھن پر تحقیق کا کام شروع کیا اور ایک ایسا فیول بنانے میں کامیاب ہو گئے جو بائیو ماس (Bio Mass) فیول کہلاتا ہے۔ اس کی کارکردگی نارمل فیول کی طرح ہے لیکن یہ اس سے سستا ہے اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے استعمال سے دیگر

فیولز کی طرح فضائی آلودگی نہیں پھیلتی اور کمرشل استعمال سے اوزون کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ چنانچہ آپ نے اسے "سیال فیول" کے نام سے ہر اہم ملک میں رجسٹرڈ کروایا۔

ایک لمبی تحقیق کے بعد اس فیول کو بنانے کی بڑی وجہ یہ بات ثابت کرنا تھی کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کا خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے۔ احمدی سائنسدان تحقیق کے بعد بہت سی چیزیں ایجاد کر سکتے ہیں۔

سامعین! آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود و حضرت ام طاہر سے 1956ء میں ہوئی۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ حضرت مصلح موعود کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ باوجود بیمار ہونے کے خود شادی میں شریک ہوئے اور دعا کروائی۔

آپ کی بیٹی مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"میرے والد نے حضرت مصلح موعود سے وعدہ کیا شادی کے وقت کہ وہ ان کی بیٹی امۃ الجمیل بیگم کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کریں گے۔ میرے والد نے ساری زندگی یہ وعدہ نبھایا اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں سرخرو ہوئے۔"

آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ کہتی ہیں کہ

"مجھے یاد ہے کہ ہمیشہ ابا کو یہ خیال ہوتا تھا کہ حضرت مصلح موعود کی بیٹی ہیں۔ اس بات کا بہت احترام اور عزت کرتے تھے۔ جب بیمار تھے آخری دنوں میں تو مجھے کہنے لگے کہ میں تو اب جا رہا ہوں لیکن تم نے میرے جانے کے بعد اپنی امی کا بہت خیال رکھنا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

1۔ مکرم ظاہر مصطفیٰ احمد صاحب المعروف بٹّو۔ آپ نے اپنے بیٹے کو مکرمہ صاحبزادی امۃ القیوم بیگم صاحبہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو دے دیا تھا جن کے ہاں اولاد نہ تھی۔

2۔ مکرمہ یاسمین احمد صاحبہ اہلیہ مکرم سلطان مامون ملک صاحب

3۔ مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد رفیق صاحب

4۔ صوفیہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا عبد الصمد احمد صاحب۔ ناظر خدمتِ درویشاں ربوہ

سامعین! محترم ناصر محمد سیال صاحب ایک فرشتہ سیرت شریف النفس انسان تھے۔ آپ انسان دوست، متقی، قانع، خوش طبع، جماعت اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والے تھے۔ آپ کثرت سے مطالعہ کرتے اور ہر قسم کے ماہرین سے بلا تکلف گفتگو کر سکتے تھے۔ آپ کی لائبریری میں قیمتی اور نادر کتب موجود تھیں۔

آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"لائق اور جینئس وہ تھے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان میں بہت عاجزی تھی۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ بہت زیادہ پڑھتے تھے۔ کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ میرا خیال ہے 12، 13 زبانیں انہوں نے خود پڑھ پڑھ کر سیکھی تھیں۔ زبانیں سیکھ کر پھر اگر کوئی سڑک پر عرب مل جاتا یا فرانسیسی مل جاتا تو اس سے بات بھی کرتے تھے۔ مزاج میں مزاح بھی بہت تھا۔"

خلفاء اور جماعتی عہدیداروں اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے افراد سے بہت محبت تھی۔

آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

"ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو غلط شکایت کی کسی نے میرے والد کی کہ وہ جماعت کی بات نہیں مان رہے۔ حالانکہ جو لوگ انہیں جانتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ اطاعت کرنے والے لوگوں میں سے تھے اور ایسی اطاعت کرنے والوں میں سے تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ حضورؒ بالکل یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کے قریبی جو ہیں وہ اطاعت نہ کریں۔ کوئی بھی خلیفہ یہ بات نہیں پسند کرے گا۔ میں نے ابا سے کہا کہ آپ جا کر حضور کو بتائیں کہ یہ بات غلط ہے۔ ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور سے کہہ کر آیا ہوں کہ حضور مجھے معاف کر دیں۔ تو میں نے کہا کہ ابا آپ کی تو غلطی بھی نہیں تھی تو آپ نے کیوں نہیں اپنی صفائی پیش کی؟ تو کہنے لگے کہ نہیں اگر خلیفۂ وقت میرے سے ناراض ہوئے ہیں یا خفگی کا اظہار کیا ہے۔ تو میرا یہ نہیں بنتا کہ میں اپنی صفائی پیش کروں۔ میں ان سے صرف معافی مانگوں گا۔

یہ معیار تھا ان کا کہ میں غلط ہوں یا صحیح ہوں یہ بات اللہ اور میرے درمیان ہے لیکن میں خلیفۂ وقت سے ہر صورت معافی مانگوں گا کہ انہیں میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے یا میری بات ان کو پہنچی ہے۔ تو بہت محبت تھی خلیفۂ وقت سے۔"

مزید بیان کرتیں ہیں کہ

"جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ ربوہ میں ناظر اعلیٰ تھے اور آپ کو گرفتار کیا گیا تھا تو ان دنوں اتفاق سے ابا میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے ابا کی حالت دیکھی کہ وہ جس طرح گھبراتے تھے اور جس طرح ٹہلتے تھے اور اتنے بے چین اور اتنے تکلیف میں تھے اور مجھے بار بار کہتے تھے باجی صبوحی کا کہ تم ان کے پاس جاؤ وہ پریشان ہوں گی۔ پھر حضور کو ملنے جیل میں بھی گئے جہاں تک میری یادداشت میں ہے۔ واپس آکر پر سکون تھے۔ کوئی بھی عہدیدار ہو اس کی بہت زیادہ عزت اور احترام کرتے تھے۔"

آپ بتاتی ہیں کہ

"خاندان کے بچہ بچہ کی عزت کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میرا خاندان میں سے ایک رشتہ آیا تو حضور سے ملنے جارہے تھے انکار کے لئے۔ تو وضو کر رہے تھے۔ میں نے کہا ابا اس وقت تو نماز کا ٹائم نہیں ہے آپ وضو کیوں کر رہے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ میں حضور کو انکار کرنے جارہا ہوں خاندان مسیح موعودؑ کے ایک بچے کا اور میں نفل پڑھ کر اور دعا کر کے جارہا ہوں۔ ہر بات میں خاندان سے عزت اور محبت بہت زیادہ تھی۔"

سامعین! محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب کو خلافت سے کس قدر محبت تھی اور خلفاء کی منشاء کو وہ کس بشاشت سے قبول کرتے تھے اس کا اندازہ کوئی بھی صاحبِ دل ذیل کے واقعہ سے لگا سکتا ہے۔ آپ کے بیٹے مکرم ظاہر مصطفیٰ احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"میری پیدائش سے پہلے میری والدہ نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ اپنے پہلے بچے کو اپنی بہن صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو دے دیں گی کیونکہ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس خیال کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

ابا نے مجھے بتایا کہ انہیں اس بات کا علم نہیں تھا اور اپنے پہلے بچے کو کسی کو دے دینا ان کے لئے آسان نہیں تھا۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ یہ بات ان کے محبوب خلیفہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بھی خواہش ہے تو ان کے دل و دماغ سے سب خیالات جاتے رہے اور انہوں نے پورے شرح صدر سے اس بات کو قبول کر لیا۔

ابا نے ساری زندگی اس بات کی کوشش کی ان کے بھائی جان اور باجی جان یعنی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ اس بات کو محسوس کریں کہ وہی میرے والدین ہیں اور ابا نے کبھی والد ہونے کا حق نہیں جتایا۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

میرے بیٹے محمد احمد کی آمین کی تقریب تھی۔ محمد احمد، مولانا شیخ مبارک احمد صاحب اور اپنے دادا صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دو باتیں نوٹ کیں ایک تو یہ کہ محمد احمد قرآن کریم کو دیکھے بغیر آیات پڑھ رہا تھا اور دوسرا ابا نظر نہیں آرہے تھے۔ آخر کار وہ مجھے ایک دیوار کے کونے سے جھانکتے نظر آ گئے۔

تقریب کے بعد میں نے ان سے پوچھا کی وہ مین صوفے پر کیوں تشریف فرما نہیں ہوئے وہ بھی تو محمد احمد کے دادا ہیں۔

ابا کا جواب میرے دل میں اتر گیا کہ کس طرح انہیں حضرت مصلح موعود اور میری والدہ کی خواہش کا پاس تھا اور کس طرح وہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔

ابا نے مجھے کہا کہ یہ بھائی اور باجی کے لئے ایک بڑا دن تھا اور میں اس دن کو اپنی موجودگی سے گہنانا نہیں چاہتا تھا۔

اسی شام ہم تقریب کی ویڈیو دیکھ رہے تھے۔ میرے ساتھ میری اہلیہ تزین، بیٹی مریم، بیٹا محمد احمد اور ابا تھے۔ میں نے دوبارہ نوٹ کیا کہ محمد احمد قرآن کریم کو دیکھ کر نہیں پڑھ رہا۔ جب میں نے اس بات کا اظہار کیا تو تزین اور ابا ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے جس سے مجھے لگا کہ کوئی بات ہے جو انہیں تو معلوم ہے لیکن میں اس سے لاعلم ہوں۔ ابا کہنے لگے کہ بھائی اس بات کو لے کر تشویش میں مبتلا تھے کہ محمد احمد تقریب میں اتنے مہمانوں کو دیکھ کر پریشر میں ایک دو آیات بھول نہ جائے تو میں نے اسے وہ حصہ زبانی یاد کروا دیا جو اس نے تقریب میں پڑھنا تھا تا کہ ایسا کچھ رونما نہ ہو۔"

سامعین! آپ نے اپنے بچوں کی تربیت بھی بہت محبت سے کی۔ آپ کی بیٹی مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

”ابا ہم سب سے بہت محبت کرتے تھے اور بہت نرمی اور پیار سے ہماری تربیت کرتے تھے۔ میں نے بچپن سے ہی دیکھا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ مجھے بہت چھوٹی عمر سے یاد ہے جب میں تقریباً 4 سال کی تھی کہ ابا ہمیشہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت اور عقیدت کا سبق دیتے تھے۔ میں ابا سے بہت سوال کرتے تھی اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ ہمیشہ بہت حوصلہ سے جواب دیتے تھے اور کئی طریقہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور وجود کے لئے مثالیں دیتے تھے۔ وہ ہم سب کو باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے کے لئے کہتے تھے۔ ہم جب بھی اکٹھے بیٹھتے تھے تو ہمیں ہمیشہ بڑے پیارے اور دلچسپ طریقے سے اسلام اور احمدیت کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کا حافظہ بہت اچھا تھا ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ ان کو قرآن شریف تقریباً سارا زبانی یاد تھا۔

ابا میں مَیں نے ایک سچے، پکے، پُرخلوص اور کامل احمدی مسلمان کا روپ پایا تھا وہ ہر بات میں، ہر کام میں اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سامنے رکھتے اور اس پر خود بھی عمل کرتے اور ہمیں بھی عمل کرنے کو کہتے۔ ابا ایک انتہائی سچے پُرخلوص احمدی مسلمان تھے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

احمدیت اور خلافت سے شدید محبت کرتے تھے اور خلیفۂ وقت کا بے حد احترام کرتے اور اطاعت کرتے تھے اور ہمیں بھی اطاعت کی تعلیم دیتے تھے۔

یوں تو ابا بہت نرم طبیعت کے تھے۔ نرم گفتار تھے کبھی کسی کو ڈانٹتے نہ تھے لیکن جہاں دین کا معاملہ ہو وہاں سختی سے اور پابندی سے دین پر قائم رہتے تھے۔“

آپ کی بیٹی مکرمہ یاسمین احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

”نہایت عاجز، تقویٰ شعار، اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرنے والے اور خلافت کا بہت زیادہ احترام کرنے والے تھے۔ کبھی اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ میرے پاس کتنا علم ہے۔ لیکن ہر قسم کی جماعتی کتابیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا بہت علم تھا۔ اوٹوا (Ottawa) میں رہے جو بھی ان کی وفات کے بعد ملا اس نے اس بات کا اظہار کہ ہم نے ان کو بہت عاجز اور عالم انسان پایا۔ وقف بھی رہے اور دنیاوی لحاظ سے بہت تعلیم یافتہ تھے۔ باوجود اس کہ وہ موجد بھی تھے انہوں نے اینڈھن بنایا لیکن لوگوں کو کبھی ان کی لحاظ والی طبیعت اور عاجزی کی وجہ سے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ کس قدر قابل انسان تھے۔

خلافت سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور ان کے صحابہ سے اور خاندان مسیح موعودؑ سے بہت احترام کا تعلق تھا۔ چاہے خاندان مسیح موعودؑ کا کوئی بڑا ہو یا بچہ ہو ہر ایک سے پیار، محبت اور عزت سے پیش آتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کی وفات پر بہت اچھے کلمات کہے۔ بطور باپ مجھے یاد نہیں کہ کبھی ڈانٹا ہو۔ جب بھی کوئی بات کرنی ہو ابا کے پاس بیٹھ کر کر لیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ مشورہ بھی دیتے تھے اور بعض دفعہ خاموشی سے بات سن بھی لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے تھے کہ تم ہر کام کر سکتی ہو۔ اگر میں یہ اظہار کروں کہ میں کوئی کام نہیں کر سکتی تو وہ کہتے تھے کہ اگر تم صحیح رنگ میں کوشش کرو تو یہ کام کر سکتی ہو۔ اللہ نے اتنی صلاحیت دی ہوتی ہے۔

وہ ہمیشہ یہ بات سمجھاتے تھے کہ ہم خالی ہاتھ اس دنیا میں آئے ہیں اور سوائے اپنے اعمال کے کوئی اور چیز یہاں سے لے کر نہیں جائیں گے۔ اپنے والد کی جائیداد میں سے حصہ نہ ملنے پر بھی انہوں نے کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کی کیونکہ دنیاوی چیزوں سے انہیں دلچسپی نہیں تھی اور انہیں اس بات کی کبھی نہ فکر ہوئی اور نہ افسوس ہوا کہ میرے پاس کچھ رہا یا نہیں یا مجھ سے کسی نے انصاف کیا یا نہیں۔ کیونکہ جب اللہ کے پاس جانا ہے تو اس نے اعمال ہی دیکھنے ہیں۔ یہ دولت اور جائیدادیں اس دنیا میں ہی رہ جاتی ہیں۔

ابا کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہے۔ میں نے ٹیبل سے پلیٹ اٹھانے کے لئے اپنے میاں سے کہا تو ابا خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے اور بعد میں مَیں کمرے میں گئی اور میرے پوچھنے پر کہ ابا آپ اٹھ کر کیوں آ گئے؟ کہنے لگے کہ مجھے اچھا نہیں لگا کہ تم مامون کو کہو کہ وہ اپنی پلیٹ اٹھائے۔ وہ بن باپ کا بچہ ہے۔ اسے نہ کہا کرو۔ اس حد تک جذبات کا خیال تھا۔“

آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بتاتی ہیں کہ

”ایک دن کسی کی بات پر میں ہنسی تو کہنے لگے کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو ویسے مذاق سے ہنس رہی ہوں۔ کہنے لگے نہیں۔ مجھے نہیں پسند کہ میرے بچے کسی کا مذاق اڑائیں۔“

سامعین! والدین کو کس طرح اپنی بیٹیوں خاص طور پر نوبیاہتا بیٹیوں کی تربیت کرنی چاہیے۔ اس کی ایک بہت عمدہ مثال محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ اور محترم ناصر سیال صاحب نے قائم کی۔ اس مثال پر قائم ہو کر بہت سے خانگی جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بتاتی ہیں کہ

"میری شادی کے شروع کی بات ہے۔ ایک ہفتہ ہوا تھا میرا خیال ہے۔ میں امی کے گھر گئی تو میں نے مذاق میں کچھ کہا تو امی نے کہا کہ آج تو کہہ دیا ہے نا آئندہ تم نے صمد کے بارے میں بات کرنی ہے تو میرے گھر نہ آنا"

آپ ہی بیان کرتیں ہیں کہ

"ایک دفعہ ابا ربوہ آئے ہوئے تھے۔ تو میں نے ابا سے اپنے صمد کی شکایتیں کیں۔ ایسے ہی مذاق میں۔ کوئی خاص سیریئس بات نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ابا بیگ میں سامان رکھ رہے تھے۔ تو میں نے ابا سے کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ آج تم نے صمد کے متعلق مجھ سے فضول باتیں کیں ہیں تو میں اپنا سامان باندھ کر جارہا ہوں۔ تو میں نے کہا کہ ابا کہاں جارہے ہیں؟ کیا مطلب؟ میں تو مذاق کر رہی تھی۔ تو کہنے لگے کہ آئندہ مذاق میں بھی تم نے اس کے خلاف بات نہیں کرنی۔ تو ان کا یہ تھا کہ بچے اپنے خاوند کے متعلق ایسے بات نہ کریں اور باقاعدہ سیریئس ناراض ہو کر جارہے تھے اور پھر کہا کہ چلو تم وعدہ کرو کہ آئندہ تم ایسے نہیں کرو گی۔ اس طرح تربیت کرتے تھے۔"

سامعین! اپنی اولاد کی اولاد سے بھی نہایت شفقت کا سلوک تھا۔ آپ کی نواسی نصرت جہاں صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ

"میرے نانا باوجود نہایت درجہ ذہین ہونے کے بے حد عاجز انسان تھے۔ آپ سائنسدان بھی تھے۔ آپ نے سوڈان میں گنے سے توانائی پیدا کرنے کا طریقہ دریافت کیا۔ بطور نانا وہ بے حد محبت کرنے والے اور ہمارا بہت خیال رکھنے والے تھے۔ خاص طور پر انہیں ہماری تعلیم کی بہت فکر ہوتی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم مطالعہ کریں بلکہ جب ہم چھوٹے تھے وہ ہمیں پڑھ کر کئی چیزیں سنایا کرتے تھے۔ جب ہم کچھ بڑے ہوئے تو وہ اخبارات پڑھنے پر ہماری حوصلہ افزائی فرماتے۔ ان کے مزاج میں مزاح تھا۔ ان کی خوبصورت مسکراہٹ آج بھی وہ یاد ہے جو ان کی وفات کو دو دہائیاں گزرنے پر بھی ماند نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنی بیماری میں بھی اپنی متانت اور متحمّل مزاجی کو برقرار رکھا۔ ان کے دل میں خلافت سے بے پناہ محبت اور احترام تھا۔"

مکرم شاہد احمد طور صاحب جو ایک لمبا عرصہ محترم ناصر سیال صاحب کے ساتھ شاہ تاج شوگر ملز رہے ہیں اور 1972ء تا 1978ء انہیں نہ صرف اپنے گھر میں رکھا بلکہ اپنے بچوں کی طرح محبت بھی دی، کہتے ہیں کہ

"مکرم سیال صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ انسانی ہمدردی ان میں بے انتہا تھی... ورکروں کے ساتھ بڑی ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ ان کے غم اور خوشی میں ضرور شامل ہوتے تھے۔ خاکسار نے کبھی بھی ان کو سختی سے یا غصہ میں بات کرتے نہیں دیکھا۔ اگر کسی سے کام خراب ہو جاتا تو بڑے پیار سے سمجھاتے۔ ملز کے تمام ورکروں کو پتہ تھا کہ اگر کسی نے مشکل وقت میں کام آنا ہے تو وہ مکرم سیال صاحب ہیں۔

جس کسی ورکر کو وقتی طور پر رقم کی ضرورت ہوتی یا گاڑی کی ضرورت ہوتی وہ ورکر سیال صاحب کے پاس آتا اپنی ضرورت کو بیان کرتا مکرم سیال صاحب نے کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیا... جس ورکر کو رقم کی ضرورت ہوتی وہ سیال صاحب سے لے جاتا اگر وہ واپس کر دیتا تو ٹھیک۔ کبھی کسی کو یاد نہیں کرواتے تھے۔"

آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"ابا کی وفات کے بعد کی بات ہے۔ ان کا کچھ سامان میرے پاس پڑا ہوا تھا تو میں چیزیں الگ الگ کر رہی تھی۔ ان کی بہت ساری کتب تھیں جو ہم نے پھر لائبریری میں دے دیں۔ میں نے ان کے رجسٹر کھولے تو اس میں کئی جگہوں پر لکھا ہوا تھا۔ فلاں کے گھر کا خرچ۔ فلاں کے گھر کا خرچ۔ ہمیں تو پتہ بھی نہیں تھا۔ خاموشی سے لوگوں کے گھر میں خرچ دے رہے تھے۔"

سامعین! آپ جماعت کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے بھی ہر وقت تیار رہتے تھے۔ آپ کی بیٹی مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"ابا کو کام کے سلسلہ میں بہت سفر کرنا پڑتا تھا لیکن وہ اپنے ضروری سامان کے علاوہ کسی کا فالتو سامان نہیں لے کر جاتے تھے۔ اگر ہم بہنوں نے بھی کوئی چیز ایک دوسرے کو بھیجنی ہو تو ابا وہ لے کر نہیں جاتے تھے۔ لیکن اگر جماعت کا کوئی سامان ہو۔ کاغذ ہوں۔ کتابیں ہوں تو وہ خوشی سے لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ پاکستان سے لندن جارہے تھے۔ تو جماعت نے کافی ساری ڈاک ان کو دی کہ وہ لندن لے جائیں۔ انہوں نے وہ ساری ڈاک، کتابیں، سی ڈیز، ایس اللہ کی انگوٹھیاں وغیرہ سب سامان میں رکھ لیں۔ میں بہت حیران ہوئی کیونکہ 1984ء کے آرڈیننس کے بعد ان سب چیزوں پر پابندی تھی اور ابا یہ سب سامان 1990ء میں لے کر جارہے تھے۔ میں نے حیران

ہو کر ابا سے پوچھا کہ آپ تو کبھی کسی کی چیز نہیں لے کر جاتے تو یہ سب سامان کیسے لے کر جا رہے ہیں؟ اگر حکومت نے ائیر پورٹ پر پکڑ لیا تو وہ گرفتار کر لیں گے اور پھر بڑا ظلم کریں گے جیل میں۔ اس پر ابا نے کہا کہ یہ جماعت کا ضروری سامان ہے اگر گرفتار ہو بھی گیا تو کوئی بات نہیں جماعت کے لئے اتنی قربانی تو کر ہی سکتا ہوں۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ابا بڑی عمر میں بھی جماعت کے لئے قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب سامان حفاظت سے لندن پہنچ گیا۔"

سامعین! محترم ناصر سیال صاحب میں شکر گزاری کا مادہ بھی بہت تھا۔ آپ کی بیٹی مکرمہ صوفیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری بہت زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ شکر گزاری تھی کہ مجھے یاد ہے ان کو لیور کینسر تھا تو ایک دن ساری رات وہ درد سے تڑپتے رہے۔ صبح ہم ان کو لے کر ہسپتال جا رہے تھے تو کار میں بیٹھے۔ ظاہر ہے کہ اولاد کو تکلیف ہوتی ہے ماں باپ کو تکلیف میں دیکھ کر۔ تو کار میں بیلٹ لگا رہے تھے تو کہتے ہیں اللہ تیرا شکر ہے۔ تو مجھے دل میں ہوا کہ یہ اتنی تکلیف میں ہیں اور شکر کر رہے ہیں۔ پھر ہسپتال جا کر بستر پر لیٹے تو چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہتے ہیں اللہ تیرا شکر ہے۔ تو میں نے کہا کہ ابا آپ اتنی تکلیف میں ہیں اور پھر بھی شکر ادا کر رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ دیکھو اللہ نے مجھے اچھا بیٹا دیا جو مجھے ہسپتال لے کر جا رہا ہے، اچھی کار دی جس میں مَیں آرام سے جا رہا ہوں اور اتنا اچھا کمرہ دیا تو میں کیوں نہ خدا کا شکر ادا کروں۔ اس کے کچھ دن کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔"

سامعین! آپ کو اپنی وفات کا پہلے سے علم ایک خواب کی بنا پر ہو گیا تھا۔ آپ کی بیٹی مکرمہ سعدیہ احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"ابا کو سچی خوابیں آتی تھیں۔ 1998ء-1999ء میں مجھے انہوں نے ایک خواب سنائی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بہت بڑا میدان ہے اور اس کے سامنے ایک گیٹ لگا ہوا ہے اس میدان میں خاندان کے وہ بزرگ ہیں جن کی وفات ہو چکی ہے۔ اس میدان میں حضرت اماں جان اور حضرت مصلح موعود گیٹ کے پاس کھڑے ہیں اور میرے ابا کا استقبال کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود میرے ابا کو خواب میں کہتے ہیں "آؤ ناصر آؤ" اور اس کے بعد میرے ابا اس گیٹ میں سے حضرت مصلح موعود کے پاس چلے جاتے ہیں۔ پھر حضرت مصلح موعود ابا کے ہاتھ پر کوئی لوشن لگاتے ہیں۔ لوشن ہاتھ پر ملتے ہیں جس کی بہت اچھی خوشبو ہے وہ خوشبو عطر کی طرح ہے جو ہوا میں پھیل جاتی ہے۔ پھر ابا حضرت مصلح موعود اور حضرت اماں جان کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔

ابا نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ 2 سال کے عرصہ میں ان کی وفات ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا اور حضرت مصلح موعود کے ساتھ جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ)

یہ خواب سناتے وقت ابا بہت مسکرا رہے تھے اور چہرے پر بہت اطمینان تھا۔ یہ خواب اس طرح پوری ہوئی کہ اس کے پورے 2 سال بعد ابا کی وفات ہوئی۔"

سامعین! چوہدری ناصر محمد سیال صاحب کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 19 نومبر 2001ء کو واشنگٹن کے ہسپتال میں وفات پاگئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 77 سال تھی۔

مورخہ 22 نومبر 2001ء کو مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب نے واشنگٹن میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد آپ کا جنازہ نیویارک سے اسلام آباد پاکستان پہنچا جہاں 25 نومبر 2001ء کو بیت الفضل میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اسی دن آپ کا جسدِ خاکی ربوہ لایا گیا۔

مورخہ 26 نومبر 2001ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور 1944ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے ہی دعا کروائی۔ جنازہ اور تدفین میں ربوہ کے علاوہ پاکستان کے کئی اضلاع سے احباب جماعت نے شرکت کی۔

آپ کی بیٹی مکرمہ یاسمین احمد صاحبہ بیان کرتیں ہیں کہ

"ابا ہمیشہ سادہ لباس پہنتے تھے اور ہر ایک سے محبت اور خلوص سے ملتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد احساس ہوا کہ کم از کم ابا سے میرا ایسا تعلق تھا کہ ہر بات کے لئے میں ان سے کہتی تھی کہ ابا دعا کریں۔ ان کی وفات سے یہ کنکشن ختم ہونے کا احساس ہوا اور اب بھی سوچوں تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ اللہ ان سے بے حد محبت کا سلوک کرے۔ آمین"

آپ کے بیٹے مکرم ظاہر مصطفیٰ احمد صاحب اپنے ابا محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب کی زندگی کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"آپ کی زندگی کا خلاصہ محبت، قربانی، عاجزی اور استقامت ہے۔"

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کی وفات پر ایک خط میں تحریر فرمایا:

"مرحوم ان گنت خوبیوں کے مالک تھے، اپنی میٹھی طبیعت اور نیک مزاج کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے اور دعا گو شخصیت کے مالک تھے اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔"

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(تیار کردہ: زاہد محمود)

✡✡✡✡